ب کیا روزِ قیامت ماں کے نام سے پکارا جائے گا؟
جواب : روزِ قیامت باپ کے نام سے پکارا جائے گا ، جیسا کہ سیدنا ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :
انّ الغادر ینصب لہ لواء یوم القیامۃ ، فیقال : ہذہ غدرۃ فلان بن فلان ۔
''بے شک دھوکا بازکے لیے روزِ قیامت ایک جھنڈا گاڑا جائے گا اور کہا جائے گا ، یہ فلاں بن فلاں کے دھوکے کا نشان ہے۔''(صحیح بخاری : ۲/۹۱۲، ح : ٦١٧٨)
شارحِ بخاری ابنِ بطال کہتے ہیں :
فی ہٰذا الحدیث ردّ لقول من زعم أنّہم لا یدعون یوم القیامۃ الّا بأمّہاتہم سترا علیٰ آبائہم۔۔۔۔والدعاء بالآباء أشدّ فی التّعریف وأبلغ فی التّمییز ۔
''اس حدیث میں اس شخص کا رد ہے ، جو گمان کرتا ہے کہ لوگوں کو قیامت کے دن ان کے باپوں پر پردہ پوشی کی غرض سے صرف ان کی ماؤں کے نام سے پکارا جائے گا ، باپ کے نام سے پکارنا تعریف و تمیز میں زیادہ مؤثر ہے ۔''(فتح الباری : ۱۰/۵٦۳)
تنبیہ :
ماں کے نام سے پکارے جانے کے بارے میں دو مندرجہ ذیل جھوٹی حدیثیں وارد ہوئی ہیں :

★۱ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :
یدعی النّاس یوم القیامۃ بأمّہاتہم ستراً من اللّٰہ عزّ وجلّ علیہم ۔
''قیامت کے دن لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف سے پردہ پوشی کیے جانے کی وجہ سے اپنی ماؤں کے ناموں سے پکارے جائیں گے ۔''(الکامل لابن عدی : ۱/۳٤۳)
تبصرہ :
اس کی سند موضوع (من گھڑت)ہے ، حافظ ابن الجوزی نے اس کو ''الموضوعات (۱۷۹۸)میں ذکر کیا ہے ، امام ابن عدی فرماتے ہیں :
ہٰذا الحدیث منکر المتن بہٰذا الاسناد ، واسحاق بن ابراہیم الطّبری منکر الحدیث
''یہ حدیث اس سند کے ساتھ منکر متن والی ہے ، اسحاق بن ابراہیم الطبری منکرالحدیث راوی ہے ۔''
اسحاق بن ابراہیم الطبری کو امام ابنِ حبان (المجروحین : ۱/۱۳۷)نے ''منکرالحدیث جدا'' اور امام دارقطنی (الضعفاء : ۹۸)نے ''منکرالحدیث '' کہا ہے ۔
امام حاکم کہتے ہیں : روٰی أحادیث موضوعۃً ''اس نے موضوع (من گھڑت)احادیث روایت کی ہیں ۔''(المدخل : ۱۱۹)
اس میں حمید الطویل ''مدلس'' بھی ہے ، جو ''عن '' سے روایت بیان کر رہاہے ۔
★۲ سیدنا ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :
انّ اللّٰہ تعالیٰ یدعو النّاس یوم القیامۃ بأسمائہم (بأمّہاتہم ۔اللّآلی المصنوعۃ للسّیوطی : ۲/٤٤۹) ستراً منہ علیٰ عبادہ ۔
''اللہ تعالیٰ قیامت کے روز لوگوں کواللہ کی طرف سے اپنے بندوں کی پردہ پوشی کی وجہ سے ان کی ماؤں کے ناموں سے پکارا جائے گا۔''(المعجم الکبیر للطبرانی : ۱۱۲٤۲)
تبصرہ :
اس کی سند موضوع (من گھڑت)ہے ، اس میں اسحاق بن بشر ابو حذیفہ متروک اور وضّاع (جھوٹی حدیثیں گھڑنے والا)موجود ہے ۔
حافظ ہیثمی لکھتے ہیں : وفیہ اسحاق بن بشر أبوحذیفۃ متروکٌ ۔
''اس میں اسحاق بن بشر ابوحذیفہ متروک راوی ہے ۔''(مجمع الزوائد : ۱۰/۳۵۹)
اس میں ابنِ جریج کی ''تدلیس '' بھی ہے ۔
حافظ ابنِ حجر فرماتے ہیں : وسندہ، ضعیفٌ جدّاً ''اس کی سند سخت ترین ضعیف ہے ۔''

(فتح الباری : ۱۰/۵٦۳)

حافظ ابنِ قیّم رحمہ اللہ لکھتے ہیں :

الحدیث باطل ، والأحادیث الصّحیحۃ بخلافہ ، قال البخاریّ فی صحیحہ : باب ما یدعی النّاس یوم القیامۃ بآبائہم ، ثمّ ذکر حدیث : ینصب لکلّ غادر لواء یوم القیامۃ بقدر غدرتہ ، فیقال : ہذہ غدرۃ فلان بن فلان ۔وفی الباب أحادیث أخرٰی غیر ذلک ۔

''یہ حدیث باطل ہے ، نیز صحیح احادیث اس کے خلاف ہیں ، ا مام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح (بخاری : ۲/۹۱۲، ح : ٦۱۷۸)میں باب قائم کیا ہے کہ لوگوں کو قیامت کے دن ان کے باپ کے نام سے پکارا جائے گا، پھر یہ حدیث پیش کی ہے کہ قیامت کے دن خائن کے لیے ایک جھنڈا گاڑ دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہ فلاں کے بیٹے فلاں کی خیانت ہے ۔اس بارے میں اور بھی کئی احادیث موجود ہیں ۔''(المنار المنیف لابن القیم : ۱۳۹)

فائدہ :

سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

انّکم تدعون یوم القیامۃ بأسمائکم وأسماء آبائکم ، فأحسنوا أسمائکم ۔

''تم قیامت کے دن اپنے اور اپنے باپوں کے ناموں سے پکارے جاؤ گے ، لہٰذا اپنے نام اچھے رکھا کرو۔''

(مسند الامام احمد : ۵/۱۹٤، سنن ابی داو،د : ٤۹٤۸)

تبصرہ :

اس کی سند ''انقطاع'' کی وجہ سے ''ضعیف '' ہے ، امام ابوداو،د خود فرماتے ہیں :

ابن أبی زکریّا لم یدرک أبا الدّرداء ''ابن ابی زکریا نے ابوالدرداء کا زمانہ نہیں پایا ۔''

امام ابوحاتم لکھتے ہیں : عبداللّٰہ بن أبی زکریّا لم یسمع أباالدّرداء ۔ ''عبداللہ بن ابی زکریا نے سیدنا ابوالدرداء سے سماع نہیں کیا۔''(المراسیل : ۱۱۳)

حافظ بیہقی کہتے ہیں : ہٰذا مرسل ، ابن أبی زکریّا لم یسمع من أبی الدّرداء

''یہ مرسل (منقطع)حدیث ہے ، ابنِ ابی زکریا نے ابوالدرداء سے نہیں سنا ۔''(السنن الکبرٰی للبیہقی:۹/۳۰٦)

لہٰذا امام ابنِ حبان (۵۸۱۸)کا اس حدیث کو ''صحیح '' ، حافظ نووی (الاذکار : ص ۲۵۵)کا اس کی سند کو ''جید'' اور حافظ ابنِ قیّم (تحفۃ المودود : ص ۸۱)کا اس کی سند کو ''حسن '' کہنا صحیح نہیں ہے ۔